

منجملہ جہادات کے ہے، وہ کیونکر تجلی الہی کا متحمل ہو سکتا ہے؟  
آخر میں فرماتے ہیں، یہ خیال بھی بمع اس تمثیل کے، جو اس میں بیان ہوئی،  
بالکل اچھوتا خیال معلوم ہوتا ہے۔“

خواجہ صاحب کی تشریح میں کسی اضافے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی، لیکن یہ عرض  
کر دینا چاہیے کہ طور تجلی کا مستحق نہ تھا، اس لیے بھٹ گیا۔ یعنی جو شراب اسے ملی، وہ  
اس کے طرف سے بہت زیادہ تھی، البتہ ہم پر وہ بجلی گرتی تو اسے برداشت کر سکتے  
تھے۔ یہاں ہم سے مراد مرزا غالب نہیں، بلکہ نوع انسانی ہے۔ اس شعر سے مرزا نے  
تمام مخلوقات پر نوع انسانی کے اشرف و اعلیٰ ہونے کا روشن ثبوت ہم پہنچایا ہے۔

۱۲۔ لغات۔ شوریدہ حال : پریشان حال، دیوانہ۔

تشریح : اے محبوب! میں نے تیری دیوار دیکھی تو یاد آ گیا کہ یہی دیوار تھی  
جس سے پریشان حال اور دیوانے غالب نے سر پھوڑا تھا۔

وہ ”سے دو باتوں کا اظہار مقصود ہے، اول یہ ایک مشہور و معروف واقعہ ہے  
جو پیش آیا، دوم اس سے پورے واقعے کی یاد تازہ کرانا مقصود ہے۔ شعر میں خوبی  
کا ایک پہلو یہ ہے کہ دیوار بیشک محبوب کی تھی، لیکن اس کے سلسلہ میں جو واقعہ سب  
سے بڑھ کر قابل ذکر پیش آیا، وہ غالب کا سر پھوڑنا تھا، لہذا دیوار دیکھتے ہی ذہن  
سب سے پہلے اس واقعے کی طرف منتقل ہوا۔

○

۱۔ تشریح : میرادل

روشن سورج کی تکلیف و زحمت

پر کانپ رہا ہے۔ میں ازل کی

وہ بوند ہوں، جو بیابان کے

کانٹے کی نوک پر ہو۔

مطلب یہ ہے کہ شبیم

لرزتا ہے مرادل، زحمت مہر درخشاں پر

میں ہوں وہ قطرہ شبیم، جو ہو خارِ بیاباں پر

نہ چھوڑی حضرت یوسف نے یاں بھی خانہ آرائی

سفیدی دیدہ یعقوب کی پھرتی ہے زنداں پر